مطبوعات

مصباح القرآن | تالیف شیخ محمد نصیب صاحب مرحوم بارایٹ لا (گورداسپور) ۔ ضخامت ۱۰۴ صفحات مجلد تقطیع ۲۰×۲۶ ملنے کا پتہ دار البلاغ محمد نگر، اخبال روڈ، لاہور۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

یہ قرآن مجید کے مضامین کا انڈکس ہے جس میں بائیس مختلف عنوانات قائم کرکے ان کو متعدد ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے اور پھر ہر عنوان کے تحت قرآن مجید کی متعلقہ آیات کا اردو ترجمہ اور سورہ و رکوع کا نمبر دے دیا گیا ہے۔ اگرچہ قرآن مجید کے وسیع اور ہمہ گیر مضامین کا احاطہ کسی انسان کے بس میں نہیں ہے اور ایک مختصر کتابچے میں سارے مطالب قرآنی نہیں سما سکتے، تاہم مؤلف مرحوم کی اس کوشش سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں مرحوم کی اس سعی کو سعی مشکور کا درجہ دے گا۔

صراطِ مستقیم | تالیف ابو محمد احمد حکیم محمد حسین صاحب علوی ۔ضخامت ۱۷۶ صفحات۔ ملنے کا پتہ، مکتبہ ارباب اردو، موہن پورہ، راوی روڈ، لاہور۔ قیمت بلا جلد ۱۲ مجلد ایک روپیہ۔

اس کتاب کے پہلے باب میں اجزائے ایمان و ارکان اسلام اور ان سے تعلق رکھنے والے مسائل کی وضاحت کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں فضائل اخلاق، آداب معاشرت اور صلۂ رحمی کی تلقین اس طرح کی گئی ہے کہ قرآن مجید میں سے ۵۰ سے زاید متعلقہ آیات کے ایک انتخاب کو ترتیب دے کر ترجمہ و تشریح کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے۔ تیسرا باب مختصر سیرت نبوی پر ہے۔ چوتھے باب میں نماز کے اذکار اور قرآن کی آخری چند سورتوں کو مع ترجمہ درج کیا گیا ہے۔ پانچویں اور آخری باب میں پچاس سے زائد احادیث اور تیس سے زائد ادعیہ مسنونہ کا ترجمہ دے دیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ کتاب سکولوں کے طلباء کے معیار و ضروریات کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے، لیکن آج کل کے علم دین کے عام فقدان کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ پڑھے لکھے مسلمانوں کی اکثریت بھی اس سے کافی فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ کاغذ اور طباعت اگرچہ معیاری

نہیں، مگر کتابت بہتر ہے۔

مسک الختام فی ختم النبوۃ علی سید الانام | تصنیف مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی، جامعہ اشرفیہ لاہور، ضخامت ۱۰۴ صفحات۔ ناشر مکتبۂ صدیقیہ بیرون بوہڑ دروازہ، ملتان۔ قیمت ۵ر

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی امت نے نبوت اور ختمِ نبوت کے بنیادی عقیدے کا جس طرح انکار کیا ہے اور قرآن و حدیث کے نصوصِ صریحہ کے معنی اور سلف سے لے کر خلف تک کے مسلمانوں کے متفق علیہ تصورات کے اندر الجھاؤ پیدا کرنے کی جو ناپاک کوششیں کی ہیں، ان کے جواب میں یہ اشد ضروری تھا کہ علمائے دین ختمِ نبوت کے عقیدہ کی دینی اہمیت اور قرآن، سنت اور اجماعِ امت کی رو سے اس کے اثباتی دلائل کو زیادہ سے زیادہ واضح اور اجاگر کرنے کی کوشش کریں۔ زیرِ نظر تالیف اِسی سلسلے کی ایک کوشش ہے حضرت مؤلف نے سب سے پہلے اصطلاحِ خاتم النبیین کے معنی و مفہوم کی تشریح قرآن و حدیث کی روشنی میں کی ہے۔ پھر اس بارے میں قادیانی تاویلات و تعبیرات کا رد کیا ہے اور اُن احادیث و آثار کا مدعا واضح فرمایا ہے جنہیں قادیانی اپنے عقائد باطلہ کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ان اکابر صوفیہ کے اقوال پر بحث کی ہے جن سے بالعموم قادیانی اپنے حق میں استدلال کیا کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس بحث کا بڑا حصہ ہمارے نزدیک اطمینان بخش نہیں ہے۔ ہم جس طرح نبوت کی ظلی و بروزی وغیرہ اقسام کے قائل نہیں ہیں اسی طرح ہم نبوت کی تشریعی و غیر تشریعی تفریق کے بھی قائل نہیں ہیں۔ نہ ہم یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں کہ "نبوت" "ولایت" اور "شریعت" دو شعبوں میں منقسم ہے اور نہ ہم اس کے ماننے پر آمادہ ہیں کہ ان اقسام و شعبہ جات میں سے بعض ختم اور بعض جاری ہیں۔ عقیدۂ نبوت و رسالت اجزائے ایمان میں سے ایک اہم جزء ہے۔ اس کا اصل مأخذ کتاب اللہ ہے اور اس کے اجمالی تصور کی تفصیلات احادیث صحیحہ میں موجود ہیں۔ وہاں نبوت کا ایک بسیط تصور ملتا ہے اور اقسام و اجزاء کا اشارہ تک نہیں ملتا۔ جہاں تک بخاری کی اس حدیث کا تعلق ہے کہ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ، ہم اس میں مستثنیٰ منقطع کے قائل ہیں۔ اس حدیث کا مطلب ہمارے نزدیک یہ نہیں کہ "نبوت میں سے اب صرف بشارت دینے والے خواب باقی

ہیں"۔ بلکہ یہ ہے کہ "نبوت ختم ہو چکی ہے، اب صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں"۔ اسی معنی کی تشریح دوسری حدیث کرتی ہے کہ ذھب النبوۃ وبقیت المبشرات۔

کتاب کی زبان، انداز بیان، طرز استدلال حتّٰی کہ کتاب کے نام میں بھی قدامت کا رنگ نمایاں ہے۔ محترم مؤلف اور دیگر علماء کرام سے ہماری درخواست ہے کہ وہ طرز نگارش اور اسلوب بیان کو سہل بنانے اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کریں۔ اُن کے علمی افادات کے اصل مخاطب و محتاج وہ چند حضرات نہیں ہیں جنہوں نے علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرکے سند فراغ حاصل کر لی ہے بلکہ مسلمانوں کی وہ اکثریت ہے جو معمولی لکھی پڑھی ہے یا جس نے جدید تعلیم حاصل کی ہے اور دراصل سمجھانے کی ضرورت انہی لوگوں کو ہے، کیونکہ سب سے زیادہ گمراہی کے خطرے میں یہی لوگ مبتلا ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کی جو اہمیت دین میں ہے اور قادیانی فتنے نے جو صورت حالات پیدا کر دی ہے اُس کی وجہ سے ضرورت اِس امر کی ہے کہ ایسی کتابوں کا انداز تحریر و استدلال سہل اور آج کل کے ذہنوں کو اپیل کرنے والا ہو، تاکہ ان کی اشاعت عام ہو۔ لیکن علماء کی بعض تحریرات میں اس کی بڑی کمی ہے۔ مثلاً اسی کتاب کے صفحہ ۱۳، ۱۴ کے بعض فقرات ملاحظہ ہوں جو آیۂ خاتم النبیین کی تفسیر کے دوران میں تحریر ہوئے ہیں:۔

"آیت مذکورہ کے پہلے جملے میں ابوت جسمانیہ کی نفی فرمائی اور دوسرے میں ایک شبہ کا ازالہ فرمایا۔۔۔ وہ یہ کہ ابوت کی نفی سے شفقت کی نفی کا شبہ ہوتا تھا کہ شاید جب ابوت منتفی ہو گئی تو شفقت پدری جو ابوت کا خاصہ لازمہ ہے وہ بھی منتفی ہو جائے تو ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ساتھ جسمانی ابوت کا علاقہ نہیں لیکن علاقہ نبوت و رسالت ہے اور رسول امت کا روحانی باپ ہوتا ہے جو شفقت و عنایت میں جسمانی باپ سے کہیں بڑھ کر ہوتا ہے اور چونکہ بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے، اس لیے اثبات نبوت توریث نبوت کو موہم تھی اس لیے شبہ کے ازالہ کے لیے خاتم النبیین کا لفظ بڑھایا۔"

ایسی زبان عربی مدارس کے درس میں تو نبھ جاتی ہے مگر ایک عام اردو دان کے لیے اس کا سمجھنا

آسان نہیں۔

تاہم ان گذارشات سے کتاب کی افادیت یا جس مقصد اور جذبہ کے تحت یہ تحریر ہوئی ہے اس کا استخفاف ہرگز مقصود نہیں ہے۔ ناشرین کا یہ فعل بھی قابل قدر ہے کہ انہوں نے جو قیمت رکھی ہے وہ اصل لاگت سے اگر کم نہیں تو شاید زیادہ بھی نہ ہوگی، اور مفت تقسیم کرنے والوں کے لیے اور تاجر حضرات کے لیے ۲۵ فی صد کی مزید کمی کر دی ہے۔ کتابت و طباعت کا معیار بھی اچھا ہے۔

مرزائیوں کی خوفناک چالیں۔ مرزائیوں کے خطرناک ارادے۔ مرزائیوں کا اصلی چہرہ | یہ تینوں رسالے بھی مکتبہ صدیقیہ، ملتان کے شائع کردہ ہیں۔ ہر ایک کی قیمت ایک ایک آنہ ہے پہلے رسالے کی ضخامت چوبیس صفحات اور بقیہ دونوں کی سولہ سولہ صفحات ہے۔

اگرچہ قادیانیوں کی مخصوص ذہنیت کی جھلک اُن کے ہر قول و فعل میں نمایاں ہوتی ہے لیکن اُن کے بنیادی عقائد و افکار اور حقیقی عزائم اور منصوبوں کا کوئی صحیح اندازہ اُس تبلیغی لٹریچر سے نہیں ہو سکتا جسے یہ لوگ خاص سلیقے اور احتیاط کے ساتھ مرتب کر کے وقتاً فوقتاً اپنی امت سے باہر کے لوگوں کو ہدیۃً پیش کرتے یا بھیجتے رہتے ہیں۔ ان کے عقائد و نظریات معلوم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی مرزا غلام احمد آنجہانی اور اُن کے خلفاء کی اُن تحریروں کا مطالعہ کرے جو ان کی بنیادی دعوت کو پیش کرتی ہیں یا پھر اُن اخبارات و رسائل کو دیکھتا رہے جو اس جماعت کے آرگن اور ترجمان ہیں اور جن میں اکثر جماعتی ہدایات شائع ہوتی رہتی ہیں۔ یہ تینوں زیر تبصرہ رسالہ جات اسی تصویر کے دوسرے اور حقیقی رُخ کو پیش کرتے ہیں۔ ان رسائل میں اصل قادیانی مآخذ سے پورے حوالوں کے ساتھ چند ایسے اقتباسات دیے گئے ہیں جن سے بہت آسانی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ قادیانیت کا تمام دنیا کے مسلمانوں کے مقابلے میں مذہبی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی موقف کیا ہے۔ ناشرین نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ اگر ناظرین کو قادیانی کتب کے جدید ایڈیشنوں میں حوالے نہ مل سکیں تو وہ ملتان خط لکھ کر اصل حوالے طلب کر سکتے ہیں۔ مفت تقسیم کرنے والے اور تاجر حضرات یہ رسالے تین روپے دو آنے فی سینکڑہ کے حساب سے خرید سکتے ہیں۔

احمدیت اور اسلام و ختم نبوت | شائع کردہ ادارۂ طلوعِ اسلام کراچی - قیمت دس آنے ضخامت ۹۴ صفحات -

یہ کتابچہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ علامہ اقبال مرحوم کے اُن انگریزی خطوط و مقالات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ۱۹۳۵ء کے اوائل میں قادیانیت کے بارے میں تحریر کیے تھے۔ دوسرا حصہ چودھری غلام احمد پرویز صاحب کا تحریر کردہ ہے۔ کتاب کا آغاز ادارہ مذکور کے اس دعوے سے ہوا ہے کہ جو مسئلہ پچاس برس سے مولوی صاحبان سے حل نہیں ہوا تھا اُسے "خالص قرآنی روشنی" میں اقبال اور "ترجمان اقبال" نے چند منٹوں میں حل کر دیا ہے۔

علامہ اقبال کی جو تحریریں اس کتابچے میں جمع کی گئی ہیں ان میں وہ اس حقیقت پر زور دیتے ہیں کہ مسلمانوں کی وحدت دینی و ملی کا انحصار کسی نسلی، یا جغرافی یا کسی دوسرے مادی رشتۂ اتحاد و اشتراک کی بنا پر نہیں ہے بلکہ تمام تر عقائد و افکار کی بنا پر ہے۔ اس لیے ختم نبوت کے انکار اور اجرائے نبوت کے اقرار سے مسلمانوں کا دینی اور قومی شیرازہ معاً منتشر ہو جاتا ہے۔ اس زمانے میں پنڈت نہرو، بعض پارسی اور روشن خیال مسلمان قادیانیوں کے ساتھ رواداری برتنے کی تلقین کرتے تھے حتیٰ کہ سبھاش چندر بوس نے اس خیال تک کا اظہار کر دیا تھا کہ ہم عرب کے نبی کی پیروی کرنے والوں پر ایک ہندوستانی نبی کے ماننے والوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس پر مرحوم نے فرمایا کہ اس معاملے میں رواداری بے غیرتی اور قومی خودکشی کے مترادف ہے۔ آخر میں انہوں نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ قادیانی ایک الگ امت ہونے کے باوجود قلتِ تعداد میں ہونے کی وجہ سے الگ اقلیت قرار دیے جانے کا مطالبہ نہیں کرتے، مگر مسلمانوں کے لیے اور حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ انہیں اقلیت قرار دے۔ علامہ مرحوم کے استدلال کے اکثر حصوں سے ہمیں اتفاق ہے۔ مگر بحث کے بعض پہلوؤں سے ہمیں شدید اختلاف ہے۔ مثال کے طور پر مقالے کے آخر میں انہوں نے اپنے ہم عصر "مصلحین" (زغلول پاشا، کمال اتاترک، رضا شاہ) کی اُن "اصلاحات" کی بھی مدافعت فرمائی ہے جو قرآن کے صریح نصوص و احکام کے خلاف تھیں۔ اقبال کے خیال میں فقہ اسلامی کی رو سے ایک اسلامی ریاست کا امیر اس بات کا مجاز ہے کہ شرعی قوانین (مثلاً قانون وراثت

اور تعدد ازدواج) کو منسوخ کر دے۔ یہ فقہ اسلامی کی رُو سے قرآنی احکام میں ترمیم و تنسیخ کا جواز نکالنا، اور جس ریاست میں ایسے "اصلاح یافتہ" قوانین نافذ ہوں اُسے اسلامی ریاست کہنا، اور اُس کے صدر کو اسلامی ریاست کا امیر قرار دینا ایک عجیب چیز ہے اور پھر اہل قرآن کا ایسی تحقیق انیق پر صاد کر کے اسے شائع کرنا اس سے بھی عجیب تر۔ اقبال نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تاریخ بتا دے گی کہ یہ "غلطیاں" مفید نتائج بھی برآمد کر سکتی ہیں۔ اِن غلطیوں سے جو "مفید" نتائج برآمد ہوئے ہیں، وہ اور پھر اُن کا جو ردِّ عمل ہوا ہے وہ بھی سامنے آ چکا ہے اور آتا جا رہا ہے۔ اس لیے یہ مسئلہ اب زیادہ محتاج بحث نہیں رہا۔

چودھری غلام احمد صاحب نے مرزا غلام احمد کی نبوت کا چند نکتوں میں ٹھیٹھ قرآنی ردّ کرنے کے لیے جو طرزِ استدلال اختیار کیا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے: تاریخ انسانی کو وہ دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلا حصہ وہ جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے گزرا۔ دوسرا وہ جو حضور کی بعثت کے بعد شروع ہوا۔ پہلے حصے کو چودھری صاحب عہدِ طفولیت قرار دیتے ہیں اور دوسرے کو عہدِ رُشد و شباب۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اب چونکہ انسانی ذہن سنّ تمیز و شعور کو پہنچ گیا ہے، اس لیے اب اُس کی وقتاً فوقتاً رہنمائی کے لیے آئندہ مزید انبیاء کی ضرورت نہیں ہے۔ انسان کے ذہن اور نبوت کے بارے میں یہ ارتقائی نظریہ پرویز صاحب کی اپنی تخلیق نہیں ہے بلکہ اسے بھی اقبال مرحوم کی بعض تحریروں سے مستعار لیا گیا ہے۔

ہمارے نزدیک ختم نبوت کے لیے یہ استدلال اپنے مقدمات کے لحاظ سے بھی غلط ہے اور نتیجہ کے اعتبار سے بھی۔ انسانی ذہن کا ارتقاء جس پر اس پورے استدلال کی بنا رکھی گئی ہے، صرف عالم مادّی و طبیعی کی معلومات تک محدود ہے۔ رہا دینی و اخلاقی شعور، تو اس معاملے میں ذہن انسانی کا زمانی ارتقاء کوئی ثابت شدہ حقیقت نہیں ہے۔ آغازِ انسانیت سے لے کر آج تک پاکیزہ ترین تصورِ ایمان و اخلاق رکھنے والے انسان اور بدترین عقائد و اخلاق رکھنے والے انسان ہر دور اور ہر زمانے میں پہلو بہ پہلو پائے گئے ہیں۔ نوعِ انسانی نے تاریخی و زمانی تدریج کے لحاظ سے اخلاق و ایمان میں ترقی کے کوئی مدارج طے نہیں کیے ہیں۔ دیدۂ روزگار نے ہر زمانے میں عقیدہ و اخلاق کی انتہائی بلندی اور انتہائی

پستی کے مناظر کا مشاہدہ کیا ہے۔ اس لیے ختمِ نبوت کے حق میں یہ دلیل سرے سے غلط ہے۔ پھر اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ قادیانیت کے ساتھ ساتھ خود اسلام کی جڑ بھی کاٹ دیتا ہے۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ پہلے انبیاء کی ضرورت اس لیے تھی کہ انسان بچہ تھا اور اب ان کی ضرورت اس لیے نہیں رہی کہ اب انسان سن رشد کو پہنچ چکا ہے، تو اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اب انسان کو سرے سے ہدایت بذریعۂ نبوت کی حاجت ہی نہیں رہی۔ یہ ایک ایسا تیر ہے جس نے بیک وقت قادیانیت اور اسلام دونوں کو مجروح کر دیا ہے۔

صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ ایک نبی کے بعد دوسرے نبی اور ایک کتاب کے بعد دوسری کتاب کی ضرورت اُسی صورت میں پیش آتی ہے، جبکہ سابقہ کتاب اور نبوت یا تو عالمگیر نہ ہو، یا اُس کی تعلیمات محفوظ نہ رہی ہوں۔ چونکہ اللہ کی آخری کتاب اور نبوت عالمگیر بھی تھی اور اس کی تعلیم بھی تحریف سے محفوظ کر دی گئی اس لیے کتب و انبیاء کی مزید ترسیل بھی غیر ضروری ہو گئی۔ یہ دلیل معقول بھی ہے اور واقعی بھی۔ اسے چھوڑ کر اگر یہ کہا جائے کہ انسان جوان ہو جانے کی وجہ سے آئندہ "نئے سہاروں" سے مستغنی ہو گیا ہے، تو پھر آخر اس بلوغِ ذہنی کے بعد "پرانے سہاروں" کی بھی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔

سرفرازئ ملت کے اسرار مصنف ڈاکٹر شیدا قادری صاحب رام نگری۔ ناشر مکتبہ تعمیرِ انسانیت نمبر ۲۵ گجر گلی، موچی دروازہ لاہور۔ قیمت ۶ ر

۳۲ صفحات کا یہ مختصر رسالہ مسلمانوں کی پستی۔ صدیوں کی مسلسل پستی — کے اسباب تلاش کرنے، ان اسباب کا علاج بتانے اور مسلمانوں کی دوبارہ ترقی کے ذرائع بیان کرنے کے لیے لکھا گیا ہے اور حق یہ ہے کہ باوجود اختصار کے بہت سی اچھی اور صحیح باتیں کہی گئی ہیں۔ مسلمانوں کے متعلق یہ بات بالکل صحیح ہے کہ "انہوں نے انبیاء سابقین کی امتوں کی طرح دینِ حق کی روح کو فراموش کر دیا ہے، اور اپنی پسند اور خیالات کے مطابق اصول و ضوابط وضع کر لیے ہیں۔ اور انہی کے مطابق زندگیاں گذار رہے ہیں اور ان کا انجام بھی ٹھیک دیگر امتوں کا سا ہو رہا ہے۔۔۔" اسی طرح دوبارہ ترقی کرنے کے

یہ بھی ڈاکٹر صاحب نے یہ بات بالکل حق کہی ہے کہ "جب تک مسلمان خود رائی اور خود پسندی کو خیرباد کہہ کر احکام ربانی پر عمل پیرا نہ ہوں اس وقت تک . . . . . نہ بنی نوع انسان کو بربادی سے بچا سکتے ہیں، نہ خود مشکلات سے عہدہ برآ ہو کر سرفراز و سربلند ہو سکتے ہیں" دلائل کی پشت پر موقع موقع سے آیات قرآنی اور نظائر قرن اول بھی موجود ہیں۔

کتابت و طباعت ٹھیک ہے۔ ٹائیٹل رنگین اور خوشنما ہے۔ سن تصنیف یا سن طباعت نہ ہونے سے اُس ماحول کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا جس سے متاثر ہو کر مصنف نے ان خیالات و جذبات کا اظہار کیا ہے۔ بحیثیت مجموعی کتاب اس قابل ہے کہ ہر پڑھا لکھا سمجھدار آدمی اس کا مطالعہ کرے۔

قوموں کا عروج و زوال | مصنف سید حامد علی صاحب۔ ناشر مکتبہ جماعت اسلامی ہند، رامپور یوپی ہندوستان۔ ضخامت ۲۰×۳۰/۱۶ کے ۴۶ صفحات، قیمت ۸ آنے۔

سید حامد علی صاحب اسلامی لٹریچر کے حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے اس کتابچے میں قوموں کے عروج و زوال کے عام اسباب کے ساتھ ساتھ اُس نقطۂ نظر کو پیش کیا ہے جو قرآن میں پیش کیا گیا ہے اور اخلاقی طاقت و مادی طاقت کے اس تناسب پر گفتگو کی ہے جو کسی قوم کو ترقی یا تنزل کی راہ پر لے جاتا ہے۔ پھر مسلمانوں کا ذکر کر کے ان کی ان صفات کی نشاندہی کی ہے جنہوں نے ان کو کبھی بام ترقی پر پہنچایا تھا اور ان بنیادی خرابیوں کو واضح کیا ہے جنہوں نے ان کو پستی کے اس مقام پر پہنچا دیا جہاں ان سے زیادہ پست کوئی اور نہ رہا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اقوام اور انسان کے مقاصد زندگی اور ان مقاصد کے حصول کے ذرائع، اور قرآن کے پیش کردہ مقصد زندگی اور اس کے حصول کے لیے قرآن کے پیش کردہ طریق کار کا موازنہ کر کے قرآنی ہدایت اور قرآنی نقطۂ نظر کو برحق ثابت کیا ہے۔ بحیثیت مجموعی کتاب اس قابل ہے کہ مسلمانوں کو وہ راہ عمل دکھا دے جس پر چل کر وہ ایک اصول پرست، باعزت، اور اقوام عالم کی رہبری کرنے والی قوم بن سکے۔

کتابت و طباعت کا معیار زیادہ بہتر ہونے کی ضرورت ہے۔ کاغذ بھی زیادہ اچھا لگایا جاتا تو مناسب تھا۔

اسلامی اصولِ انتخاب مصنف نعیم صدیقی۔ ناشر مکتبہ چراغ راہ کراچی۔ کتابت و طباعت اچھی۔ ضخامت $\frac{20 \times 30}{16}$ کے ۹۶ صفحات قیمت ایک روپیہ۔

اس کتاب میں مصنف نے پہلے اسلام کے اندر دین و سیاست کی آمیزش پر گفتگو کی ہے۔ پھر اسلام کے سیاسی نظام کا تجزیہ کر کے پاکستان میں اس کے امکانات بتائے ہیں۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ کی اولین اسلامی ریاست کو نمونے کی حیثیت سے لے کر اس کے نقاط سے اسلام کے سیاسی نظام اور اس کے اصولِ انتخاب کی تشریح کی ہے اور اس سلسلے میں خلافت راشدہ کے اصولِ انتخاب پر بحث کرتے ہوئے ان بہت سے اعتراضات کا خوب جواب دیا ہے جو اسلامی اصولِ انتخاب پر کیے جاتے ہیں۔ آخری فصل دورِ حاضر کے حالات میں اسلامی اصولِ انتخاب کے استعمال پر ہے اور یہی اصل مقصودِ کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے ایک ایک کر کے ان خرابیوں کا سدباب کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے جو آج کل کے انتخابات کو ایک کھیل بنا دیتی ہیں اور پھر ان خصوصیات کا ذکر کیا ہے جو اسلامی طریقۂ انتخاب میں پائی جاتی ہیں اور جن کو رواج دیا جانا چاہیے۔ کتاب یقیناً اس قابل ہے کہ اس کو ہر وہ شخص پڑھے جسے سیاسیات سے کوئی دلچسپی ہو۔ اس میں صرف مسلمانوں ہی کے لیے نہیں بلکہ غیر مسلموں کے لیے بھی بہت سے سبق ہیں۔ افسوس ہے کہ اس کتاب میں کتابت کی بعض ایسی غلطیاں ہیں جن کو مکتبۂ چراغ راہ کی کسی کتاب میں نہ ہونا چاہیے تھا۔

تفہیم القرآن کا عکسی ایڈیشن

شائع کرنے کے لیے اعلیٰ درجہ خوش خط عربی۔ اردو کے خوشنویس حضرات مختلف جلی اور خفی قلموں سے کتابت کے نمونے بمعہ نرخ اشتہار پر ارسال فرما دیں۔ سائز $\frac{22 \times 29}{8}$ کے نمونے ڈیڑھ یا دو گنے آنے چاہئیں۔

ناظم مکتبہ تعمیر انسانیت ۲۵۰ گھیر گلی موچی دروازہ لاہور